دیوبند پر انتہا پسندی کا الزام؟

مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

(اٹلانٹک کے دونوں ساحلوں پر یعنی یورپ اور امریکہ کے اقتدار کے گلیاروں اور میڈیا کے حلقوں میں دیوبندیت اور انتہا پسندی کو ہم معنی بنا دینے کی کوششیں اب کچھ بھی حیرانی کا سبب نہیں بنتیں۔ مگر پھر بھی بعض حرکتیں اس کمال سے کی جاتی ہیں کہ کچھ دیر کے لیے تو ضرور ذہن متاثر ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح کی ایک حرکت ستمبر میں روزنامہ ''ٹائمز'' لندن میں کی گئی۔ ایک سنسنی خیز رپورٹ نے عوام کو اس تشویش انگیز حقیقت کی طرف متوجہ کیا کہ اب انتہا پسندی کا دھماکہ خیز مواد ایشیا میں نہیں'لندن و مانچسٹر کے بیچ ہر طرف تیار ہو رہا ہے اور اس کا مرکز وہ دیوبندی مساجد ہیں جن کی تعداد برطانیہ کے کل مساجد کی تقریباً نصف بنتی ہے اور جن کی ذمہ دار وہ ہندوستانی نژاد مسلمان ہیں جن کو دیوبند کے مکتبِ فکر کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

پہلے صفحہ پر شائع ہونے والی اس Exclusive رپورٹ میں ثبوت کے طور پر دیوبندی مکتبِ فکر کی طرف منسوب ایک نوجوان عالم کی طرف کچھ اقتباسات منسوب کیے گئے تھے۔ ''ٹائمز'' نے ایک ہفتہ کے دوران کئی اشاعتوں میں اس قسم کا میٹریل شائع کیا۔ راقم السطور ۱۱ ستمبر کو لندن پہونچا۔ ایرپورٹ لینے آنے والے ایک کرم فرما دوست نے وہیں اس کی اطلاع دی۔ خال محترم مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی مدظلہ کے گھر پہنچ کر ''ٹائمز'' کے شمارے دیکھے۔ مولانا مدظلہ برطانیہ میں دارالعلوم دیوبند کے حلقے کے بزرگ ترین عالم ہیں۔ فطری طور پر انھوں نے اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے ''ٹائمز'' اور دیگر انگریزی و اردو اخبارات کو ایک تحریری بیان جاری کر کے رپورٹ میں برتی گئی خیانتوں کی طرف متوجہ کیا اور اب ''الفرقان'' میں اس لیے شائع کیا جا رہا ہے کہ دیوبندیت پر انتہا پسندی کا الزام اب کہیں ''غیر ملکی'' چیز نہیں......یحییٰ)

برطانوی روزنامہ ''ٹائمز'' نے اپنی ۷ ستمبر کی اشاعت میں لیسٹر کے ایک شیخ ریاض الحق کے مبینہ افکار و بیانات کے حوالے سے برطانیہ بھر کی اُن تمام مساجد کے بارے میں اینٹی برطانویت کا ہوّا کھڑا کرنے کی افسوسناک کوشش کی ہے جو دیوبندی مسلک والوں کی کہلاتی ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ چار صفحے کی اس رپورٹ میں وہ مسجد نہیں بتائی گئی جس کے یہ شیخ ریاض الحق امام ہوں۔ ہاں ان کے تعارف میں ایک مسجد کے ''سابق امام'' ہونے کا حوالہ آیا ہے۔ ''ٹائمز'' نے چار صفحے کی اس رپورٹ کو انتہائی سنسنی خیز انداز میں شائع کرنے ہی پر اکتفا نہیں کیا ہے۔ اس پر مبنی اڈیٹوریل بھی "British Muslims should recognised the threat of Deobandi extremism" کی زہر بھری سرخی کے ساتھ تصنیف کر دیا ہے اور ۷ تاریخ کے بعد ۱۲ تک تو میں نے دیکھا کہ کرم فرمائی کا یہ سلسلہ رکا نہیں ہے۔ جب کہ کوئی مختصر سا مراسلہ بھی اس کے مقابلے میں ''ٹائمز'' کے صفحات میں نہیں دیکھا گیا۔ جس میں اس خطرناک افسانے کو چیلنج کیا گیا ہو، حالانکہ مراسلات گئے۔

اس تمام کرفرمائی کا حاصل یہ الزام ہے کہ دیوبندی مسجدوں میں برطانوی طرزِ زندگی (British ways of life) کی مخالفت و مذمت کے وعظ کہے جاتے اور نفرت سکھائی جاتی ہے۔ اس پر بے ساختہ مولانا شبلی کا شعر یاد آتا ہے:

کہاں تک ہم سے لوگے انتقامِ فتحِ ایوبی
دکھاؤ گے ہمیں جنگِ صلیبی کا سماں کب تک؟

بے شک دیوبند کو، دیوبند کے ہر فرزند کو اور دیوبند سے منتسب ہر متنفس کو بزرگانِ دیوبند کے اس کردار پر فخر ہے جو انھوں نے ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک برطانوی راج کی جڑیں ہندوستان سے اکھیڑنے کی طویل جدوجہد میں ادا کیا۔ یہ وہ کردار تھا جس کے قومی پیمانے پر اعتراف کی زندۂ جاوید نشانی شیخ دیوبند حضرت مولانا محمود حسنؒ (م ۱۹۲۰ء) کو جزیرۂ مالٹا کی چار سالہ قید سے رہائی پر اکابرِ قوم کی طرف سے استقبال کے موقع پر بمبئی میں دیا گیا۔ ''شیخ الہند'' کا وہ خطاب ہے جو آپ کے نام کا جز نہیں، قائم مقام بن گیا ہے۔ لیکن برطانیہ کا وہ سامراجی دور ختم ہوا تو یہ کردار بھی اب ایک تاریخ اور ایک قصۂ ماضی ہے اور اسی کے نتیجے میں راقم السطور جیسے دیوبند کے اُسی دور کے طلبہ اس ملک کے باشندے بنے ہوئے ہیں۔ جب کہ اس کے نام سے بھی نفرت ان کا اُس وقت دین و ایمان تھی۔ میں خود اپنی مثال دینے کی اجازت چاہوں گا کہ دارالعلوم دیوبند میں چار سال رہ کر آزادئ وطن کے ساتھ ہی ۱۹۴۸ء میں وہاں سے فراغت پائی اور اس وقت کے صدر دارالعلوم حضرت مدنیؒ (م ۱۹۵۷ء) کے دوسرے شاگردوں کی طرح یہ خاکسار بھی حضرت والا کے سینے کی برٹش دشمن آگ کے شراروں سے محروم نہ رہا تھا۔ چنانچہ ہر برٹش اور یورپین چیز کی مخالفت ایک سرمایۂ فخر تھی۔ لیکن ۱۹۷۶ء میں (جب کہ انڈیا پر برطانوی راج قصۂ ماضی ہو چکا تھا) میں برطانیہ میں آیا تو برٹش قوم کی باتوں کو میرٹ پر لینے اور جو اچھی ہیں ان کو اچھا کہنے میں کوئی دقت میرے لیے نہ تھی۔

شروع کے میرے پانچ سال فنسبری پارک مسجد کے امام کی حیثیت سے گزرے لیکن اپنی سکہ بند دیوبندیت کے باوجود مجھے کبھی دلچسپی برطانوی طرزِ زندگی کے خلاف وعظ کہنے سے نہ ہوئی۔ ۱۹۸۹ء میں رشدی کی ''سیٹانک ورسز'' کے خلاف دیوبندی علماء کی اسلامک ڈیفنس کاؤنسل کا میں کنوینر رہا۔ کتاب کے سلسلہ میں برٹش گورنمنٹ کی پالیسی کے خلاف تقریری تحریری ہر نوعیت کی جدوجہد کاؤنسل کے پلیٹ فارم سے مہینوں تک کی گئی۔ لیکن اس کے ریکارڈ میں کوئی لفظ نہیں دکھایا جاسکتا جسے برطانوی طرزِ فکر اور طرزِ زندگی کے خلاف نفرت آمیز اور نفرت انگیز کہا جاسکے۔ عمر بھر سے لکھنے لکھانے کا مشغلہ ہے۔ برطانیہ کے تیس سالہ قیام میں یہاں کی ناقابل قبول باتوں کا ذکر تو بس ضمناً ہی اپنے مضامین میں آیا ہوگا جب کہ یہاں کی زندگی کے اچھے رخوں کا بار بار ذکر اپنے لوگوں کو شرم دلانے کے لیے آتا رہا ہے کہ:

لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیل
خشتِ بنیادِ کلیسا ہو گئی خاکِ حجاز

لیکن پتہ چلا کہ ''ٹائمز'' جیسے اداروں کے دل سے دیوبند کے نام کا کانٹا ابھی تک نہیں نکل پایا ہے۔ یا پھر صوفی کاؤنسل قسم کے جو بُت مسلمانانِ برطانیہ کی پوجا کے لیے تراشے جارہے ہیں۔ ان کے لیے میدان صاف کرنے کی ضرورت کا تقاضا ہوا ہے کہ اسلام کے دیوبندی تصور کو اسی طرح ایک ہوّا بنانے کی کوشش کی جائے، جس طرح کی کوشش ہندوستان پر برطانوی راج کے زمانے میں ان لوگوں کی خاطر ہوتی رہی تھی جن کا اسلام برٹش راج کی مخالفت میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا تھا۔ اسے بس اپنی ''چُنیا

بیگم'' سے کام تھا۔ چنانچہ تحریکِ خلافت جیسی اسلامی جدوجہد کی مخالفت کی گنجائش بھی اس اسلام میں نکلی تھی۔

الغرض شیخ ریاض الحق سے جو برطانیہ مخالف باتیں ''ٹائمز'' کی رپورٹ میں منسوب کی گئی ہیں۔ وہ اگر واقعہ ہیں تو وہ ایک ''دیوبند پروڈیکٹ'' کی باتیں نہیں ہیں۔ ریاض الحق نے تو دیوبند کی صورت بھی شاید نہ دیکھی ہو۔ یہ باتیں ایک Bliar's Britain Product کی باتیں ہیں۔ سعودیوں کو تو کبھی برطانیہ دشمنی کا سبق نہ ملا تھا۔ وہ تو اپنی حکومت کے لیے برطانیہ کے ممنونِ احسان تھے۔ ان میں اور ان کی وہابیت کے پیروؤں (Followers) میں برطانیہ بیزاری اور دشمنی پیدا کرنے والی کون اور چیز سوائے اس بلیری برطانیہ (Bliar's Britain) کے ایمانداری کے ساتھ بتائی جاسکتی ہے؟ جس کی گردن پر ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کا خون مسٹر بلیئر نے ایسے خود ساختہ بہانوں کے ماتحت عاید کر دیا ہے۔ وہ بہانے کہ جن کے جھوٹ ہونے پر خود برطانیہ کے لوگوں کو غالباً سوائے ''ٹائمز'' جیسے اخبارات کے کھلی شرمندگی ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مسٹر بلیر کی یہ قابل نفرت کارروائی ایسی باتوں کو جائز کرتی ہے جیسی باتیں شیخ ریاض الحق کی طرف منسوب کر کے ''ٹائمز'' میں بیان کی گئی ہیں۔ بے شک دیوبندی کہلانے والے مسلمانوں ہی کے لیے نہیں بلکہ ہر اُس شخص کے لیے جو دل سے اسلام پر یقین رکھتا ہے۔ برطانوی طرزِ زندگی کی بہت سی باتیں ناقابل قبول ہیں اور ہمارا دینی فریضہ ہے کہ اپنی نئی نسلوں کو ان سے دور رہنا سکھائیں۔ لیکن اس ملک کی باشندگی اپنی رضا سے قبول کرتے ہوئے اس دین کے مطابق ہی نہیں جس کی تعلیم دیوبند دیتا ہے، بلکہ عام عقل و خرد کی رو سے بھی ہمارے لیے گنجائش نہیں کہ اس کے لیے ایسا کوئی طریقہ اختیار کریں جس کے نتیجے میں یہاں کی قوم ہی سے نفرت پیدا ہونے لگے کہ یہ تو خود اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگی سے دشمنی کرنے والی بات ہوگی۔ بلکہ اس کے لئے ہمیں وہ طریقے اختیار کرنے ہوں گے کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے۔ ہر چند کہ یہ کام ایسا ہی مشکل ہے جیسے کاموں کی مشکل بتانے کو کہا گیا ہے کہ:

در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسنا کے نہ داند جام و سنداں باختن

لیکن اس سے نہ ازروئے دین چارہ ہے نہ ازروئے عقل۔ ہمیں یہ کرنا ہی ہوگا۔ اور جن لوگوں کے پاس سچ مچ علمِ دین ہے وہ اگر سنجیدہ ہوں گے تو یہ علم ان پر آسان کرے گا کہ اپنے مواعظ و خطبات میں اپنے لوگوں پر اس مشکل سے عہدہ برا ہونے کی راہ کھولیں۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّق وَھُوَ الْمُسْتَعَان! (مطبوعہ: ماہنامہ ''الفرقان'' لکھنؤ، نومبر ۲۰۰۷ء)

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501